از عدالتِ عظمیٰ

تاریخ فیصلہ: 27 نومبر 1957

سردار سیدنا طاہر سیف الدین صاحب
بنام
دی سٹیٹ آف بمبئی

(ایس آر داس چیف جسٹس وینکٹاراما ائر، ایس کے داس، اے کے سرکار اور ویوین بوس جسٹس صاحبان)

مشق —اپیل—قابل سماعت—ذاتی حق پر مبنی مقدمہ—اپیل زیر التواء کے دوران مدعی کی موت-بمبئی پریوینشن آف ایکس کمیونیکیشن ایکٹ، 1949 (بمبئی XLII، سال 1949)۔—سپریم کورٹ—عبوری نتائج کے خلاف اپیل—عدالت عالیہ کا سرٹیفکیٹ—اہلیت۔—آئین ہند، آرٹیکل 132,133۔

اپیل کنندہ نے اپنی کمیونٹی کے مذہبی سربراہ کی حیثیت سے T کو خارج کر دیا جس نے اس اعلان کے لیے مقدمہ دائر کیا کہ خارج کرنے کا حکم غلط تھا۔ جب مقدمہ زیر التواء تھا تو بمبئی پریوینشن آف ایکس کمیونیکیشن ایکٹ 1949 منظور کیا گیا تھا اور مقدمے میں اٹھایا گیا ایک مسئلہ یہ تھا کہ آیا ایکٹ کی توضیعات کی وجہ سے اخراج کا حکم غلط تھا۔ اس معاملے کی سماعت ایک ابتدائی مسئلے کے طور پر کی گئی تھی اور جیسے ہی اس نے ایکٹ کے اختیارات کا سوال اٹھایا، ریاست بمبئی کو مقدمے میں دوسرے مدعاعلیہ کے طور پر شامل کیا گیا۔ بمبئی عدالت عالیہ نے اپیل کنندہ کے خلاف معاملے کا فیصلہ کیا، لیکن آئین ہند کے آرٹیکل 132 اور 133 کے تحت عدالت عظمیٰ میں اپیل کرنے کا سرٹیفکیٹ دے دیا۔ اپیل زیر التواء ہونے پر مدعی کی موت ہوگئی اور کارروائی اس کے لیے ذاتی تھی جس کے نتیجے میں اسے ختم کر دیا گیا۔ اپیل کنندہ کے لیے یہ دلیل دی گئی کہ چونکہ ریاست بمبئی کو ایک فریق کے طور پر

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and integrity of this document

شامل کیا گیا تھا اور چونکہ ایکٹ کے اختیارات کے سوال پر فیصلہ اس کی موجودگی میں دیا گیا تھا، لہذا اپیل کنندہ مدعی کے حوالے کے بغیر ریاست کے خلاف اپیل جاری رکھنے اور ایکٹ کے جواز پر عدالت سے فیصلہ طلب کرنے کا حقدار تھا:

قرار پایا گیا کہ اپیل کو ناقابل سماعت قرار دیتے ہوئے خارج کیا جانا چاہیے، کیونکہ (1) اپیل صرف اس مقدمے کا تسلسل تھا جو واقعات میں ختم ہو چکا تھا، اور (2) آئین کے آرٹیکل 132 اور 133 کے تحت سرٹیفکیٹ نااہل تھا، کیونکہ اسے کسی عبوری نتیجے کے حوالے سے منظور نہیں کیا جا سکتا تھا۔

متحدہ صوبے بنام مسماۃ عتیقہ بیگم و دیگراں [1940] ایف سی آر 110، ممتاز شدہ۔

اپیلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبر 99، سال 1954۔

اصل مقدمہ نمبر 1262، سال 1949 سے پیدا ہونے والی اپیل نمبر 43، سال 1952 میں بمبئی عدالت عالیہ کے 20 اگست 1952 کے فیصلے اور حکم سے اپیل۔

اپیل کنندہ کی طرف سے این سی چٹرجی، جے بی دادا چنجی اور رامیشور ناتھ۔

جواب دہندہ کی طرف سے پورس اے مہتا اور آر ایچ ڈھیبر۔

27.1957 نومبر۔

عدالت کا مندرجہ ذیل فیصلہ وینکٹارامااَئر جسٹس نے دیا۔

28 فروری 1934 کو، اپیل کنندہ جو داؤدی بوہرا کمونٹی کا مذہبی سربراہ ہے، نے ایک حکم جاری کیا جس میں ایک شخص، طیب بھائی موسیجی کو ئیچا کو خارج کر دیا گیا۔ 17 جولائی 1920 کو، اپیل کنندہ نے دو افراد، طاہر بھائی اور حسن علی کو خارج کر دیا تھا، اور ماتحت جج، برہم پور کی عدالت میں دائر مقدمے میں حکم کے جواز پر سوال اٹھایا گیا تھا۔ قانونی چارہ جوئی مجلس مشاورت حکمران تک گئی، جس

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and
integrity of this document

میں کہا گیا کہ اپیل کنندہ کو مذہبی سربراہ کی حیثیت سے کمیونٹی کے کسی رکن کو خارج کرنے کا اختیار حاصل ہے، لیکن اس اختیار کا استعمال صرف مطلوبہ رسمی کارروائیوں کا مشاہدہ کرنے کے بعد کیا جا سکتا ہے، اور اس صورت میں جو نہیں کیا گیا تھا، اخراج کا حکم غلط تھا۔ حسن علی بنام منصور الی ([1])۔

یہ خیال کرتے ہوئے کہ 28 فروری 1934 کا حکم حسن علی بنام منصور الی (اوپر) کے فیصلے کے تحت اس بنیاد پر چیلنج کرنے کے لیے کھلا تھا کہ اس نے مطلوبہ رسمی کارروائیوں کی تعمیل نہیں کی تھی، اپیل کنندہ نے نئی کارروائی شروع کی، اور 28 اپریل 1948 کو اخراج کا ایک اور حکم منظور کیا۔ اس کے بعد، طیب بھائی موساجی نے موجودہ مقدمہ ایک اعلامیے کے لیے دائر کیا کہ 28 فروری 1934 اور 28 اپریل 1948 کے خارج کرنے کے دونوں احکامات غلط تھے اور اس کے نتیجے میں دیگر راحتوں کے لیے۔

جب یہ کارروائی زیر التواء تھی، صوبہ بمبئی کی قانون سازیہ نے بمبئی پریوینشن آف ایکس کمیونیکیشن ایکٹ (بمبئی XLII، سال 1949) کو خارج کرنے پر پابندی عائد کرتے ہوئے منظور کیا، اور یہ یکم نومبر 1949 کو نافذ ہوا۔ مدعی نے دعوی کیا کہ اس قانون سازی کا اثر اخراج کے احکامات کو غیر قانونی بنانا تھا۔ اس دلیل پر اپیل کنندہ کا جواب، سب سے پہلے، یہ تھا کہ ایکٹ کا کوئی پس منظر عمل نہیں تھا، اور اس کے نتیجے میں، 28 فروری 1934، اور 28 اپریل 1948 کو منظور کیے گئے احکامات درست تھے، اور اس سے متاثر نہیں ہوئے۔ اور دوسرا، یہ کہ ایکٹ خود غیر آئینی تھا، کیونکہ مدلیل قانون سازی کا موضوع بھارتی حکومت ایکٹ، 1935 کے ساتویں گوشوارہ کی فہرست 2 یا 3 میں سے کسی بھی اندراج میں شامل نہیں تھا، اور صوبہ بمبئی کی قانون سازیہ کو قانون نافذ کرنے کا کوئی اختیار نہیں تھا۔ آئین کے نافذ ہونے کے بعد، یہ دلیل بھی اٹھائی گئی کہ مدعاعلیہ کے کمیونٹی کے اراکین کو خارج کرنے کے حق کو آئین کے آرٹیکل 25 اور 26 کے ذریعے تحفظ فراہم کیا گیا ہے، اور یہ کہ مدلیل ایکٹ اس کی خلاف ورزی کرتے ہوئے کالعدم ہے۔

اس کے بعد کارروائی میں مسائل کو حل کیا گیا، اور مسئلہ نمبر 19، جو مذکورہ بالا تنازعات کے حوالے سے اٹھایا گیا تھا، مندرجہ ذیل تھا:

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and
integrity of this document

"کیا 1934 اور/یا 1948 میں دیے گئے اخراج کے احکامات بمبئی پریوینشن آف ایکس کمیونیکیشن ایکٹ، سال 1949 کی توضیعات کی وجہ سے غلط ہیں؟"

اس کی سماعت ایک ابتدائی مسئلے کے طور پر کی گئی تھی، اور جیسے ہی اس نے ایک قانون کے اختیارات کا سوال اٹھایا، ریاست بمبئی کو مقدمے میں دوسرے مدعا علیہ کے طور پر شامل کیا گیا۔ اس مسئلے کی سماعت کرنے والے جسٹس شاہ نے مؤقف اختیار کیا کہ متنازعہ ایکٹ اپنے عمل میں ماضی سے متعلق تھا، کہ یہ صوبائی قانون سازیہ کے اختیار میں تھا، اور مزید یہ کہ یہ آئین کے آرٹیکل 25 اور 26 کی خلاف ورزی نہیں کرتا ہے۔

اس نتیجہ کے خلاف، موجودہ اپیل کنندہ نے بمبئی عدالت عالیہ کے بنچ میں اپیل کو ترجیح دی، اور اس کی سماعت چگلا چیف جسٹس اور جسٹس بھگوتی نے کی، جنہوں نے مؤقف اختیار کیا کہ ایکٹ کے تحت، اخراج کا مطلب خارج ہونے کی شرط ہے، کہ یہ ایک مستقل ریاست تھی جس کے دوران خارج شدہ شخص کو اس کے حقوق اور مراعات سے محروم رکھا گیا تھا، اور اس لیے یہ ایکٹ ان حقوق کے تحفظ کے لیے اس کے عمل میں آنے کی تاریخ سے کام کرے گا۔ انہوں نے مزید کہا کہ یہ ایکٹ قانون سازیہ کے اختیار میں تھا، اور انہوں نے اس دلیل کو بھی مسترد کر دیا کہ اس سے آئین کے آرٹیکل 25 اور 26 کے تحت ضمانت شدہ حقوق کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔ نتیجے میں، انہوں نے جسٹس شاہ کے فیصلے سے اتفاق کیا اور اپیل کو مسترد کر دیا لیکن آئین کے آرٹیکل 132 اور 133 کے تحت اس عدالت میں اپیل کرنے کا سرٹیفکیٹ دے دیا۔ اس لیے یہ اپیل۔

اپیل زیر التواء، مدعی 11 مارچ 1953 کو انتقال کر گیا، اور اس کی بیٹی نے 22 مئی 1953 کو اس کی جگہ لینے کے لیے درخواست دی۔ لیکن بالآخر اس نے درخواست پر زور نہیں دیا، اور اسے 5 اکتوبر 1953 کو مسترد کر دیا گیا۔ اس عدالت میں 21 نومبر 1955 کے ایک حکم کے ذریعے مدعی کا نام حذف کر کے کاز ٹائٹل میں ترمیم کی گئی۔ اس طرح، واحد فریق جو اب عدالت کے سامنے ہیں وہ مدعا علیہ اور ریاست بمبئی ہیں۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and integrity of this document

سوال یہ ہے کہ کیا ہونے والے واقعات میں اپیل آگے بڑھ سکتی ہے۔ ہماری رائے ہے کہ ایسا نہیں ہو سکتا۔ اس سلسلے میں یہ یاد رکھنا چاہیے کہ مقدمے میں کوئی ڈگری منظور نہیں کی گئی تھی۔ ابتدائی نکتے پر صرف ایک نتیجہ دیا گیا ہے، اور یہ وہ نتیجہ ہے جو بمبئی کی عدالت عالیہ اور اس کے بعد اس عدالت میں اپیل کا موضوع رہا ہے۔ ابھی بھی دیگر مسائل کی کوشش کی جانی باقی ہے، اور اس طرح کارروائی کو ختم کر دیا گیا ہے۔ اب، مدعی جس دعوے کے ساتھ عدالت میں آیا وہ یہ تھا کہ اسے غلط طریقے سے خارج کر دیا گیا تھا، اور یہ اس کے لیے ایک ذاتی کارروائی تھی۔ اصول کے مطابق، جب وہ مر جائے تو ذاتی حق ختم ہونا چاہیے۔ درحقیقت، اس کے قانونی نمائندے نے ریکارڈ پر لانے کے لیے درخواست دی، لیکن درخواست پر زور نہیں دیا گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ ان کے قانونی نمائندے نے ریکارڈ پر لانے کی درخواست دی، لیکن درخواست پر زور نہیں دیا گیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مقدمہ ختم ہو گیا ہے۔ اس سے عام طور پر اس اپیل کو خارج کر دیا جائے گا۔

اپیل کنندہ کی طرف سے مسٹر این سی چٹرجی کا استدلال ہے کہ چونکہ ریاست بمبئی کو ایک فریق کے طور پر شامل کیا گیا تھا، اور چونکہ ایکٹ کے اختیارات کے سوال پر فیصلہ اس کی موجودگی میں دیا گیا تھا، لہٰذا اپیل کنندہ مدعی کے حوالے کے بغیر ریاست کے خلاف اپیل جاری رکھنے اور ایکٹ کے جواز پر اس عدالت کا فیصلہ طلب کرنے کا حقدار ہے۔ اور متحدہ صوبوں بنام مسماۃ عتیقہ بیگم و دیگر ان (3) میں وفاقی عدالت کے فیصلے پر انحصار کرتا ہے۔ وہاں ایک زمیندار نے کرایہ کی وصولی کے لیے مقدمہ دائر کیا۔ جب کہ یہ اپیل میں زیر التواء تھا، اور ایکٹ کو متحدہ صوبوں کی قانون سازیہ نے منظور کیا تھا جس میں کچھ سرکاری نوٹیفکیشن کی توثیق کی گئی تھی جس میں زمینداروں کو کرایہ داروں کو کرایہ کی معافی دینے کی ضرورت ہوتی ہے۔ مکان مالک نے دعوی کیا کہ یہ قانون غیر مجاز ہے، اور الہ آباد عدالت عالیہ کا ایک مکمل بنچ، جس کی رائے کے لیے یہ سوال بھیجا گیا تھا، اس دلیل سے متفق ہے۔ اس کے بعد، متحدہ صوبوں کی حکومت نے خود کو زمیندار کی اپیل میں فریق کے طور پر شامل کر لیا، اور فل بینچ کی رائے کے مطابق اس میں فیصلہ دیے جانے کے بعد، اس نے بھارتی حکومت ایکٹ 1935 کی دفعہ 205 کے تحت دیے گئے سرٹیفکیٹ پر وفاقی عدالت میں اپیل کو ترجیح دی، اور دعوی کیا کہ اعتراض شدہ ایکٹ درست ہے۔ فیصلے کے مقروض نے خود کوئی اپیل دائر نہیں کی۔ سوال یہ تھا کہ کیا حکومت اپیل دائر کرنے کی حقدار ہے جب کہ پارٹی نے ڈگری کا مقابلہ کرنے کا انتخاب نہیں کیا

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and
integrity of this document

تھا۔ وفاقی عدالت نے فیصلہ دیا کہ بھارتی حکومت ایکٹ کی دفعہ 205 کا دائرہ کار مجموعہ ضابطہ دیوانی کی دفعہ 96 سے زیادہ وسیع ہے، اور یہ کہ حکومت ایکٹ کی صداقت پر فیصلہ حاصل کرنے کے لیے اپیل دائر کرنے کی حقدار ہے، اس کے باوجود کہ اسے مقدمے میں دعوے میں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ اس فیصلے کا، ہماری رائے میں، موجودہ کیس کے حقائق پر کوئی اطلاق نہیں ہے۔ یہاں، کارروائی خود ختم ہو چکی ہے، اور اس کے سلسلے میں اپیل کا کوئی سوال ہی نہیں ہو سکتا، کیونکہ اپیل صرف مقدمے کا تسلسل ہے، اور جو موجود نہیں ہے اسے جاری رکھنے کا کوئی سوال ہی نہیں ہو سکتا۔

لیکن اس کے علاوہ، اپیل کنندہ کی راہ میں ایک اور زبردست رکاوٹ ہے۔ آرٹیکل 132 کے تحت، اس عدالت میں اپیل صرف فیصلوں کی ڈگریوں یا حتمی احکامات کے خلاف ہوتی ہے۔ بھارتی حکومت ایکٹ کی دفعہ 205 کے تحت بھی یہ حیثیت تھی۔ اب، جس حکم کے خلاف اپیل کی گئی ہے وہ صرف ایک مسئلے پر فیصلہ ہے، اور یہ مقدمہ نمٹاتا نہیں ہے۔ متحدہ صوبے بنام مسماۃ عتیقہ بیگم و دیگران (اوپر) میں، ایک ڈگری تھی، اور دفعہ 205 کے تقاضے پورے کیے گئے تھے۔ یہاں، صرف ابتدائی مسئلے پر ایک نتیجہ ہے، اور کوئی ڈگری یا حتمی حکم نہیں ہے۔ آرٹیکل 132 کی وضاحت فراہم کرتی ہے کہ:

"اس آرٹیکل کے مقاصد کے لیے، 'حتمی حکم' کے بیان محاورہ میں کسی مسئلے کا فیصلہ کرنے کا حکم شامل ہے، جس کا فیصلہ اگر اپیل کنندہ کے حق میں کیا جاتا ہے، تو یہ کیس کے حتمی تصفیے کے لیے کافی ہو گا۔"

اس جائزے کو لاگو کرنا، یہاں تک کہ اگر ہم اپیل کنندہ کی اس دلیل کو قبول کرتے ہیں کہ اعتراض شدہ ایکٹ غلط ہے، تو یہ بالآخر مقدمے کو نمٹائے گا، کیونکہ دیگر مسائل ہیں، جن پر مقدمہ چلانا ہے۔ ہماری واضح رائے ہے کہ آرٹیکل 132 کے تحت اپیل قابل نہیں ہے، اور یہ حقیقت کہ سرٹیفکیٹ دیا گیا ہے اس سے حیثیت میں کوئی تبدیلی نہیں آتی ہے۔ یہ کہا گیا ہے کہ سرٹیفکیٹ بھی آرٹیکل 133 کے تحت ہے، لیکن اس آرٹیکل کے تحت بھی، اپیل صرف فیصلوں، ڈگریوں یا حتمی احکامات کے خلاف ہوتی ہے، اور کسی عبوری نتیجے کے سلسلے میں کوئی سرٹیفکیٹ نہیں دیا جا سکتا۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and
integrity of this document

نتیجہ یہ ہے کہ اس اپیل کو مسترد کیا جانا چاہیے، کیونکہ یہ قابل قبول نہیں ہے۔ ہمیں کافی احتیاط کے ساتھ یہ بھی شامل کرنا چاہیے کہ چونکہ ہم اپیل کے تحت فیصلے کی درستگی پر کوئی رائے ظاہر نہیں کرتے ہیں، اس لیے یہ حکم اپیل گزار کو مناسب کارروائی میں ایسے حقوق کا دعوی کرنے سے نہیں روکے گا جو اسے حاصل ہوں۔ ان حالات میں اخراجات کے حوالے سے کوئی حکم نہیں ہوگا۔

اپیل مسترد کر دی گئی۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and integrity of this document